18

کلام کو بگاڑ کر پیش کرنے والے لوگ کون ہوتے ہیں؟

(فرمودہ ۹ /جون ۱۹۱۶ء)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ اور مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۷۶)

دنیا میں کسی چیز کے یا کسی انسان کے دو قسم کے مخالف ہوتے ہیں ایک وہ جن کی مخالفت اس چیز کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور بسبب اس کو نا درست اور صداقت سے دور سمجھنے کے اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو کسی چیز کی مخالفت اس لئے نہیں کرتے کہ وہ انہیں نادرست معلوم ہوتی ہے بلکہ ان کی کچھ خود غرضیاں ہوتی ہیں جو انہیں اس کی مخالفت کے لئے کھڑا کر دیتی ہیں ایسے لوگ اکثر جھوٹ اور فریب سے کام لیتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو کسی بات کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ وہ سچی اور درست نہیں ہے وہ مقابلہ کرتے ہوئے کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ جھوٹ ہمیشہ وہی انسان بولا کرتا ہے کہ جس بات پر وہ قائم ہوتا ہے اس کی صداقت کا اسے یقین نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر وہ صداقت کی خاطر مقابلہ کے لئے کھڑا ہو تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ خود جھوٹ بولے۔ ایک انسان جو صداقت کی خاطر بیوی۔ بچے۔ عزیز رشتہ دار مال و دولت حتّٰی کہ جان تک دے دینے کے لئے تیار ہوتا ہے اس سے ممکن نہیں کہ کوئی جھوٹ کا کلمہ نکل سکے۔ پس ایک بات کو سچا سمجھ کر اس پر کھڑے ہونے والے مقابلہ کرتے وقت کبھی جھوٹ سے کام نہیں لیتے لیکن جن لوگوں کا کسی بات کو ماننا اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ سچی ہے خواہ ان کا ظنِ غالب یہی ہو کہ سچی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ واقعہ

میں بھی اسے وہ سچّا سمجھتے ہوں مگر اس کی طرفداری کا باعث اس کی سچائی اور راستی نہ ہو بلکہ کوئی اپنی غرض ہو وہ جھوٹ سے کام لینے سے پرہیز نہیں کرتے میرے اس بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ممکن ہے۔ایک شخص راستی کو راستی سمجھتا ہو مگر اس کی تائید اس لئے نہ کرتا ہو کہ اس کو سچا سمجھتا ہے بلکہ اس کی کوئی اور غرض ہو۔ایسا انسان بھی جھوٹ سے کام لے لیتا ہے۔مثلاً ایک شخص ہے، وہ ایک نبی کو نبی اور خدا کا برگزیدہ بھی مانتا ہے مگر وہ جو اس کی خدمت اور ادب کرتا ہے اس لئے نہیں کرتا کہ وہ نبی ہے بلکہ اس سے اسے اپنا کوئی اور فائدہ مدنظر ہے۔ایسا انسان بھی جھوٹ کا مرتکب ہو سکتا ہے۔کیونکہ وہ ذاتی نفع کے لئے نبی کی خدمت کر رہا ہوتا ہے نہ کہ اس کے نبی ہونے کی وجہ سے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی ایک نظیر اس بات کے ثبوت کے لئے موجود ہے۔جنگِ خیبر میں ایک شخص مسلمانوں کے ساتھ ہو کر اس زور اور کوشش سے لڑا کہ صحابہ کہتے ہیں ہمیں اس پر رشک آ گیا۔لیکن لڑائی ہونے سے پہلے ابتدائے لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نسبت فرمایا تھا کہ اگر کسی نے دوزخی آدمی دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لے۔صحابہ کہتے ہیں ہم نے یہ بات سنی ہوئی تھی مگر وہ اس دلیری اور جوانمردی سے لڑا کہ خطرناک سے خطرناک مقام پر پہنچ کر حملہ آور ہوتا۔اور ہر دفعہ ایک دو کو گرا ہی آتا۔حتیٰ کہ صحابہ ایسے مضبوط ایمان والوں میں سے بعض کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا۔کہ رسول اللہؐ نے ناحق اس کی نسبت کہہ دیا ہے کہ یہ دوزخی ہے۔لیکن ایک صحابی کہتے ہیں کہ مَیں اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔جہاں وہ حملہ کرتا وہیں مَیں بھی پہنچ جاتا۔حتیٰ کہ وہ سخت زخمی ہوا۔بعض صحابہ جاتے اور اسے جا کر کہتے تجھے جنت کی خوشخبری ہو مگر وہ آگے سے جواب دیتا۔مجھے جنّت کی بشارت نہ دو بلکہ دوزخ کی دو۔کیونکہ مَیں اسلام کے لئے نہیں لڑا۔مجھے ان لوگوں سے ایک پرانی عداوت تھی اس کی خاطر لڑا ہوں۔اس واقعہ سے دونوں باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ایک یہ کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تھا اور آپ کو خدا کا نبی اور برگزیدہ سمجھتا تھا تبھی تو اس نے کہا کہ مجھے جنت کی بشارت نہ دو۔بلکہ دوزخ کی دو۔کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اسلام کے لئے لڑنے والا جنّت میں جاتا ہے نہ کہ اپنی اغراض کی خاطر لڑنیوالا

چونکہ لڑائی میں شامل ہونا اس کی اپنی اغراض کے لئے تھا اس لئے اس نے کہا کہ مَیں جنّت میں جانے کے قابل نہیں ہوں۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوگئی کہ اس نے باوجود اسلام کی صداقت کا قائل ہونے کے اسلام کی اس لئے تائید نہیں کی تھی کہ یہ ایک صداقت ہے بلکہ اپنی غرض کے لئے لڑا تھا۔ چنانچہ وہی صحابی جو اس کے ساتھ ساتھ تھے کہتے ہیں کہ جب اسے زخموں کی وجہ سے سخت درد اور تکلیف ہوئی تو اس نے برچھی پر اپنا سینہ رکھ کر زور سے دبایا۔ اور اس طرح اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ وہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور کہا۔ یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو۔ آپ فلاں آدمی کے معاملہ میں بالکل سچے نکلے۔ اس نے خودکشی کر لی۔ [1] تو ایسے انسان بھی ہوتے ہیں جو صداقت کو سمجھ کر صداقت کی خاطر تائید نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی اغراض کو مدّنظر رکھ کر ایسا کرتے ہیں۔

مَیں نے بتایا ہے کہ ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو گو ناحق پر ہوتے ہیں مگر اپنے آپ کو حق پر سمجھ کر حق کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتے ہیں جو اپنے دشمن کو حق پر سمجھتے ہوئے بعض اغراض کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ مخالفت کرنے والا اپنے آپ کو بھی ناحق پر سمجھتا ہے اور اپنے مخالف کو بھی۔ ایسے سب لوگ جھوٹ سے کام لے لیتے ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے۔ اور ہوتا بھی حق پر ہی ہے مگر اس کی تائید اس لئے نہیں کرتا کہ وہ حق ہے بلکہ اس لئے کرتا ہے کہ اس کو اپنے اغراض مدنظر ہوتے ہیں ایسے لوگ بھی جھوٹ بول لیتے ہیں کیونکہ انہیں سچ کی قدر نہیں ہوتی۔ پس گو ایسا آدمی صداقت پر بھی ہو اور اپنے آپ کو صداقت پر سمجھتا بھی ہو۔ جھوٹ بول لیتا ہے۔

لیکن جو انسان سچ مچ حق پر ہوتا ہے اور اسے اس لئے قبول کرتا ہے کہ حق ہے نہ کہ کسی اور نفسانی غرض کے لئے وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ پھر وہ انسان بھی جو باطل پر ہوتا ہے اگر اس کی تائید کے لئے اس لئے کھڑا ہوتا ہے کہ اسے باطل نہیں بلکہ حق پر سمجھتا ہے وہ بھی جھوٹ نہیں بولتا۔ لیکن ان کے مقابلہ

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر

میں وہ لوگ جن کا مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے جھوٹ بولنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

غرض سب انسانوں کے دو گروہ ہیں ایک وہ جو سچ بولتا ہے اور دوسرا وہ جو جھوٹ بولنے میں حرج نہیں سمجھتا۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے دو گروہ ہیں ایک وہ جو حق پر ہو کر اس لئے جھوٹ بولتا ہے کہ اس نے حق کو حق کے لئے قبول نہیں کیا ہوتا بلکہ اپنے اغراض کے لئے قبول کیا ہوتا ہے اور دوسرا وہ جو ناحق پر ہو کر اس لئے جھوٹ بولتا ہے کہ اس نے ناحق کو ناحق سمجھ کر قبول کیا ہوتا ہے پھر سچ بولنے والوں کے دو گروہ ہوتے ہیں ایک وہ جو حق کو حق سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ وہ بھی کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور دوسرا وہ جو ناحق کو حق سمجھ کر اس پر جما ہوتا ہے یہ بھی جھوٹ نہیں بولتا۔

وہ گروہ جو اپنے آپکو حق پر سمجھتا ہے مگر حق کی تائید اس لئے نہیں کرتا کہ وہ حق ہے اور دوسرا گروہ جو خود تو ناحق پر ہوتا ہے مگر اپنے فریق مخالف کو حق پر سمجھ کر پھر بعض وجوہات سے اسکی مخالفت کرتا ہے ان دونوں گروہوں کے آدمی کثرت سے جھوٹ بولتے ہیں۔ یوں تو ہمیشہ ہی ان کا یہی حال ہوتا ہے مگر نبیوں کے مقابلہ میں ان کا جھوٹ اور کذب بڑے زور سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت ان لوگوں کو اپنی تباہی اور ہلاکت کا پورا پورا یقین ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے بچاؤ کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہتے ہیں اور ان کوششوں میں سے ایک کوشش جھوٹ کا استعمال بھی ہوتا ہے۔

آپ لوگوں کو تو معلوم ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں لوگوں نے کیسے کیسے جھوٹ بولے۔ مخالفین نے جھوٹ بولنے سے ذرا پرہیز نہ کیا وہ لوگ جو اپنے آپ کو راستبازی کے پھیلانے والے کہتے تھے انہوں نے جھوٹ بولنے میں اوّل نمبر حاصل کیا۔ اور اس طرح ان کی نسبت پتہ لگ گیا کہ گو وہ اسلام کی تائید کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ اسلام سچا مذہب ہے بلکہ اس لئے کہ اس میں ان کی خود غرضی اور نفسانیت کا دخل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ پر ان لوگوں نے قسم قسم کے الزامات لگائے۔ کہا گیا کہ یہ دہریہ ہے حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ جس قدر اس کا خدا پر بھروسہ اور ایمان ہے اور کسی کو نہیں ہے۔ وہ اپنی جان مال اسباب عزیز رشتہ دار خدا کے لئے قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار تھا۔ اور دن رات اسے یہی دُھن

تھی کہ خدا کا نام دنیا میں پھیلے۔ اس کو خدا کا منکر کہا گیا۔ پھر وہ جو خود وحی اور الہام کا مدعی تھا اس کے متعلق کہا گیا کہ اس کا عقیدہ برہموؤں کی طرح ہے پھر کہا گیا کہ یہ حضرت مسیح کو گالیاں دیتا ہے حالانکہ یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ جو آپ مسیحیّت کا مدعی ہو وہ حضرت مسیح کو گالیاں دے۔ اور برا بھلا کہے۔ کیا کوئی شریروں اور گندے لوگوں کی طرف اپنے آپ کو نسبت دیا کرتا ہے۔ مصر میں قبطی لوگ رہتے ہیں وہ اپنے آپ کو فرعون کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اپنے نام یوسف فرعون۔ ابراہیم فرعون وغیرہ رکھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ فرعون بہت اچھا اور نیک آدمی تھا۔ مگر فرعون کا نام مسلمانوں کے نزدیک گندا ہے اس لئے کوئی مسلمان ایسا نہیں کرے گا تو جو شخص اپنے آپ کو کسی کی طرف منسوب کرتا ہے وہ کس طرح اسے گندا کہہ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تو دعویٰ ہی یہ تھا کہ مَیں مثیل مسیح ہوں پھر آپ حضرت مسیح کو برا بھلا کس طرح کہہ سکتے تھے۔ پھر یہ کہا گیا کہ مرزا صاحب اہل بیت کے دشمن ہیں۔ حالانکہ آپ نے اپنے کمالات کی ابتداء اس طرح بیان فرمائی ہے کہ ہمارے گھر میں اہل بیت تشریف لائے یعنی وہی جن کو شیعہ پنجتن کہتے ہیں اور اہلبیت قرار دیتے ہیں اور اس کے بعد علوم باطنی مجھ پر کھلے۔ پس جو شخص اپنے علوم باطنی کے حاصل ہونے کی بنیاد ہی اس بات پر رکھتا ہے کہ اہل بیت ہمارے گھر میں آئے وہ ان کی ہتک کس طرح کر سکتا ہے۔ غرضیکہ اس قسم کے اور بہت سے الزام آپ پر لگائے گئے۔

حضرت مسیح سے بھی ان کے مخالفین نے یہی سلوک کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوں۔ اس سے ان کی مراد روحانی بادشاہ ہونے کی تھی لیکن انہوں نے شور مچا دیا کہ یہ خود بادشاہ بنتا ہے اور قیصر کا باغی ہے چنانچہ انہوں نے اپنی اس بات کو مضبوط کرنے کے لئے ایک دفعہ ایک چالاکی کی مگر خدا تعالیٰ کے انبیاء بڑے عقلمند اور دانا ہوتے ہیں حضرت مسیح ان کی چال میں نہ آئے انہوں نے آکر پوچھا کہ ہم ٹیکس کس کو دیں یعنی انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ ہمیں منع کر دیں گے کہ قیصر کو نہ دو۔ اس طرح ان کو گرفتار کرا دیں گے حضرت مسیح نے جواب دیا کہ سکّہ پر کس کی تصویر ہے انہوں نے کہا قیصر کی۔ فرمایا پس جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو۔ اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو (متی ۲۱ / ۲۲) یعنی

قیصر دنیاوی بادشاہ ہے اس لئے اسے سکّہ کا ٹیکس دو۔ اور خدا کے آگے روحانیت کا ٹیکس ادا کرو۔ پھر حضرت مسیح کو گورنر کے سامنے باغی قرار دے کر پیش کیا گیا۔

اس وقت جو ہمارا اختلاف ہے اس میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ گو وہ ایک چھوٹی اور قلیل جماعت ہے لیکن ہیں ضرور۔ ان میں سے شائد ایسے لوگ بھی ہوں جو اپنے آپ کو حق پر سمجھ کر ہماری مخالفت کر رہے ہیں مگر اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ حق کی خاطر ایسا نہیں کر رہے۔ کیونکہ اگر وہ حق کی خاطر کرتے تو جھوٹ سے کبھی کام نہ لیتے۔ وہ باتیں جو قلب اور دل کے متعلق ہیں۔ ان میں وہ اس لئے معذور سمجھے جا سکتے ہیں کہ شاید دشمنی اور عداوت کی وجہ سے ایک بات کو اسی رنگ میں دیکھتے ہوں جس میں کہ بیان کرتے ہیں لیکن ان کا صحیح صحیح واقعات اور کھلی کھلی باتوں کو بگاڑ کر پیش کرنا ثبوت ہے اس بات کا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اور حق کی خاطر مقابلہ نہیں کر رہے۔ انہوں نے ایسے ایسے افتراء کئے ہیں کہ دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ پچھلے سال کہا گیا کہ مَیں نے گورنمنٹ کو لکھا ہے کہ مجھے خلیفۃ المسیح تسلیم کروا دو۔ مَیں آپ کی بہت مدد کروں گا۔ جب ہماری طرف سے اس بات کی تردید کی گئی اور گورنمنٹ کی چٹھی بھی ہماری تائید میں آ گئی تو ایک اور بات بنا لی۔ کہ گورنمنٹ ڈر گئی ہے کہ اس بات کے ظاہر ہونے سے ان میں فساد پڑ جائے گا۔ اس لئے اس نے پوشیدہ رکھا ہے۔ حالانکہ انہی لوگوں نے ۱۹۱۳ء کے سالانہ جلسہ پر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ گورنمنٹ نے اپنے پاس سے تنخواہیں دے کر کچھ آدمی ہمارے درمیان اس لئے چھوڑے ہوئے ہیں کہ وہ ہم میں پھوٹ ڈلوائیں۔ اور چند بے گناہ آدمیوں کے نام بھی لے دیئے تھے۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء کے جلسہ کی تقریر میں جو چھپی ہوئی ہے حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اس طرف اشارہ بھی کیا تھا۔ تو یا تو ان کا یہ خیال تھا کہ گورنمنٹ نے اپنے پاس سے روپیہ دے کر پھوٹ اور فساد ڈلوانے کے لئے لوگوں کو ہمارے درمیان چھوڑا ہوا ہے یا یہ کہ گورنمنٹ کو پھوٹ ڈلوانے کا ایسا سُنہری موقع ہاتھ آیا ہے لیکن وہ ایسا کرنا نہیں چاہتی۔ اور انکار کر دیتی ہے کہ ایسی کوئی درخواست وغیرہ نہیں آئی۔

اسی طرح اور بہت سے جھوٹ ان کی طرف سے مشہور کئے گئے اور جب جواب دیئے گئے تو کوئی نہ کوئی حجت نکال ہی لی۔ جیسا کہ میں نے ابھی ایک بات سُنائی ہے

اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کی اس دروغ بیانی کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

ایک خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کتاب حقیقۃ النبوّت سے میری عبارت کا ایک ٹکڑا نقل کر کے رکھا ہؤا ہے جو یہ ہے کہ ''بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء:۶۵) اور اس آیت سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوّت کے خلاف استدلال کرتے ہیں لیکن یہ سب قلّت تدبّر کا نتیجہ ہے۔'' اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کی عبارت ازالہ اوہام سے یہ لکھی ہوئی ہے کہ ''افسوس کہ مولوی صاحب مرحوم کو یہ سمجھ نہ آیا کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امّتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ دوسروں کا مطیع اور تابع ہو۔''

یہ دونوں عبارتیں وہ لوگوں کو کہتا ہے کہ دیکھو ہمیں میاں صاحب سے کوئی مخالفت نہیں لیکن وہ تو حضرت مسیح موعود کو گالیاں دیتے ہیں جیسا کہ اس عبارت میں نادان کہا ہے۔ پھر ہم کس طرح ان کے ساتھ مل سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک دھوکہ ہے جو لوگوں کو میری طرف سے دیا جاتا ہے۔ کیونکہ مَیں نے حقیقۃ النبوّت میں ہی اس بات کو حل کر دیا ہؤا ہے کہ جب تک کوئی بات منکشف نہ ہو اس وقت تک اس کے خلاف کہنا بُرا نہیں۔ لیکن جب وہ کھل جائے۔ پھر اس کے خلاف کہنا نادانی اور جہالت ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال بھی دی تھی چنانچہ حقیقۃ النبوت کی اصل عبارت یہ ہے کہ:۔

''ایک بات جب تک پوشیدہ اور پردہ اخفا میں ہو اسے اصل کے خلاف ماننا ایک اور بات ہوتی ہے لیکن پردہ اٹھ جانے پر پھر بھی غلطی سے نہ ہٹنا ایک اور بات ہوتی ہے............

''اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ پچھلی صدیوں میں قریبًا سب دُنیا کے

مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا۔اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے۔اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مشرک فوت ہوئے گو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے (چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اس کو مشرکانہ عقیدہ قرار دیا ہے) حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔''

اب ہر ایک عقلمند آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتداء میں حضرت مسیح کی وفات کے متعلق انکشاف نہ ہونے کی وجہ سے براہین احمدیہ میں ان کے زندہ ہونے کے متعلق لکھ دیا تھا لیکن بعد میں جب وفاتِ مسیح کے متعلق انکشاف ہو گیا تو آپ نے اس عقیدہ کا رکھنا شرک قرار دے دیا اسی طرح آپ نے بے شک ایک وقت تک نبی کی وہی تعریف کی جو آج کل کے مسلمان کرتے ہیں لیکن چونکہ اس وقت تک آپ پر اس مسئلہ کا پوری طرح انکشاف نہ ہؤا تھا۔اس لئے آپ عام مسلمانوں کے عقیدہ پر ہی قائم رہے مگر جب آپ پر نبوت کی تعریف کھل گئی تو آپ نے لکھ دیا کہ:۔

''نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔''

(چشمۂ معرفت ص ۱۸۰۔۱۸۱)

گویا وہی عقیدہ رکھنے والوں کو جو ایک وقت میں خود حضرت مسیح موعود کا تھا نادان قرار دیا ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ جب تک حق نہیں کھلا تھا وہ عقیدہ رکھنے والے معذور تھے۔لیکن جب حق کھل گیا تو ان کے لئے بدلنا ضروری تھا اسی طرح اس آیت سے ایک وقت میں حضرت صاحب نے یہ استدلال کیا کہ نبی وہ ہوتا ہے جو دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔لیکن جب آپ پر اس کی حقیقت کھل گئی تو خود ہی یہ فرما دیا کہ:۔

''نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ

ضروری ہے کہ صاحبِ شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸)

اب جبکہ حضرت مسیح موعود نے یہ لکھ دیا ہے تو ایک ایسا شخص جو آپ کا متبع ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یہی کہتا جائے کہ نہیں نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو تو اس کے نادان ہونے میں کیا شک ہے۔ نادان نہیں بلکہ اس کے عاصی اور گنہگار ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔ پس جب حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار کی وحی کے ماتحت یہ لکھ دیا ہے کہ نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔ اب جو شخص کہتا ہے کہ متبع نہ ہونا ضروری ہے وہ ضرور نادان ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ابتداء میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا نام ہم احتیاط رکھیں گے۔ کیونکہ اس وقت آپ پر اس کے متعلق کوئی انکشاف نہ ہؤا تھا۔ اس لئے آپ نے عوام کے عقیدہ کے مطابق لکھ دیا۔ لیکن آپ کو ہم یہ لکھنے سے نعوذ باللہ نادان نہیں کہہ سکتے۔ دیکھو صحابہ میں سے ایسے لوگ تھے جو شراب پیتے تھے۔ لیکن ان کو اسلام سے خارج نہ کیا گیا۔ کیوں؟ اسلئے کہ اس وقت شراب کی ممانعت کے متعلق کوئی حکم نہیں نازل ہؤا تھا۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔ ہاں جب حکم نازل ہو گیا اس کے بعد اگر کوئی شراب کو حلال سمجھ کر پیتا تو ضرور اسلام سے خارج ہو جاتا۔ تو بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ جب تک خدا تعالیٰ ان کے متعلق کوئی حکم نازل نہ کرے اس پر نبی اسی طرح عمل ہونے دیتا ہے جس طرح پہلے ہو رہا ہو۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی شاہد ہے۔

وہ شخص کیسا نادان ہے جو یہ کہتا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک کی ہے کیونکہ اس کا گروہ ہم پر سب سے بڑا الزام ہی یہ لگاتا ہے کہ ہم غلو کرتے ہیں۔ اب اس سے کوئی پوچھے کہ کیا غلو کرنے والا بھی ہتک کر سکتا ہے۔ ہتک ہمیشہ وہی کرتا ہے جو اصل درجہ سے کم کر کے دکھانے کی کوشش کر رہا ہو۔ ہتک کا الزام ان پر ہے نہ کہ ہم پر۔ کیونکہ بخیال ان کے ہم تو حضرت مسیح موعود کے درجہ میں غلو کرنے والے ہیں اور وہ کم کرنے والے۔

پس میرے فقرہ کے وہ معنی کرنے کہ جن کی میرے ہی مضمون میں تردید کی گئی ہے۔ نیک نیتی پر مبنی نہیں ہیں۔ میں نے تو بتا دیا ہے کہ ’’ایک بات جب تک پوشیدہ اور پردۂ اخفا میں ہو اسے اصل کے خلاف ماننا ایک اور بات ہوتی

ہے۔لیکن پردہ اٹھ جانے پر پھر بھی غلطی سے نہ ہٹنا ایک اور بات ہوتی ہے۔" مثلاً ایک شخص لاہور جائے اور وہاں جا کر اسے دکھ پہنچے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔لیکن اگر لاہور جانے سے پہلے رؤیاء کے ذریعہ اس بات کا علم ہو جائے کہ وہاں جا کر مجھے دکھ پہنچے گا۔اور پھر چلا جائے تو یہ اس کی نادانی اور بیوقوفی ہوگی۔پہلی دفعہ جانا اس کی نادانی ہوگی۔کیونکہ اسے علم ہی نہ تھا لیکن جب اسے بتا دیا گیا تو پھر جانا اس پر الزام لائے گا۔یہ تو ان لوگوں کی جہالت ہے جو ہم پر حضرت مسیح موعود کی ہتک کا الزام لگاتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ کیوں وہ ایسا کہتے ہیں۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے ایسے لوگ تو مجھ پر بھی اسی طرح حملے کرتے ہیں اور انسان کا کلام تو الگ رہا خدا کے کلام کو بھی سُنکر اور سمجھ کر اَور معنی کر لیتے ہیں۔پس جب اللہ تعالیٰ کے کلام کے متعلق ایسا کرنے والے ہیں تو پھر ہمیں کیا تعجب ہے مگر یہ ضرور ہے کہ جو شخص حق کی تائید کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔وہ جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کرتا۔کیونکہ جھوٹ ہر حالت میں جھوٹ ہی ہے۔خواہ سچ کی تائید کے لئے ہی کیوں نہ بولا جائے۔

ہم تو حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ کا نبی اور برگزیدہ مانتے ہیں کیا ہم مانتے ہوئے آپ کو نادان کہہ سکتے ہیں۔ہاں وہ جو آپ کے درجہ کو گھٹا رہے ہیں وہ ایسا کہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے چنانچہ وہ اب اپنے ہادی اور مرشد کو "ایک شخص"، "ایک شخص" ایسے حقارت آمیز الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو حق دکھائے جو اس بات کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ہم کو حق سے پھیر کر باطل کی طرف لے جائیں۔اللہ تعالیٰ ان کو نشان پر نشان دکھاتا ہے مگر باوجود اس کے جس طرح ایک کیمیا گر ایک آنچ کی کسر سمجھتا ہے اسی طرح وہ ایک بار اور کوشش کی کمی سمجھتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ اب ان کو توڑ دیں گے۔چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ مسیح موعودؑ کی جماعت کو سب پر غالب رکھے گا اس لئے ان کی کوششوں سے ہمیں کوئی فکر نہیں مگر دل چاہتا ہے کہ وہ جو کبھی ہمارے تھے ان کو بھی خدا حق قبول کرنے کی توفیق دے اور وہ پھر ہمارے ہو جائیں۔اور اس طرح ہمارے راستہ سے یہ روک بھی دور ہو جائے اور ہم اپنا فرض پوری توجہ سے ادا کر سکیں۔

(الفضل ۲۷؍جون ۱۹۱۶ء)